

27662- حمل والی مطلقة عورت کی حدت

سوال

ایک آدمی آپنی بیوی سے جھکھلا اور کہا جاؤ تجھے طلاق ہے تو بیوی نے اسے گالی نکال دی جس کی بنا پر خاوند نے اس کے پیٹ میں لات ماری اور اسے دھکا دیا تو وہ سیر ہیوں سے گزپڑی اور پانچ ماہ کا حمل ساقط ہو گیا، بعد میں نہ اپنے کیے پر نادم ہوا اور اپنے سرال گیا تاکہ اسے واپس لاسکے، لڑکی کے والد نے مجھ سے مشورہ طلب کیا تو میں نے اسے کہا کہ میں اس بارہ میں کسی عالم دین سے فتوی لیکر دونگا کیونکہ ہوتا ہے کہ اسقاط حمل کی وجہ سے اس کی حدت ہی ختم نہ ہو چکی ہو، لہذا اس کا کیا ہو گا؟

پسندیدہ جواب

علماء کرام کا اجماع ہے کہ طلاق والی حاملہ عورت کی حدت وضع حمل ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان ہے :

{اور حمل والیوں کی حدت ان کا وضع حمل ہے}۔ الطلاق (4)۔

اور علماء کرام کا اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر اس نے بچے کی تخلین کے بعد وضع حمل کر دیا تو اس کی حدت ختم ہو جائے گی۔

دیکھیں : المعنی لابن قدامة المقدسي (229/11)۔

اور حمل کے اسی (80) دن کے بعد بچے کی تخلین یعنی شکل و صورت بنی شروع ہو جاتی ہے، اور غالباً نو سے (90) دن کی تکمیل میں تخلین بھی مکمل ہو جاتی ہے۔

لہذا اس بنا پر جس عورت نے حمل کے پانچیں ماہ میں حمل ساقط کر دیا، سب علماء کرام کے ہاں اس کی حدت ختم ہو جانے پر خاوند کے لیے رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اگرچا ہے تو نیاز نکاح کر سکتا ہے، اور اس میں نکاح کی وہ سب شروط پانی جانی ضروری ہیں جو نکاح میں پائی جاتی ہیں مثلاً مهر، گواہوں کی موجودگی، عورت کی رضامندی، اور ولی کی موجودگی۔

اور اس شخص پر جو اسقاط حمل کا سبب بنا ہے ووچیزیں باقی رہتی ہیں :

اول :

اس کے ذمہ قتل خطاء کافر ہے، جو ایک مومن غلام آزاد کرنا، اور اگر وہ غلام نہ پاسکے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے، اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو دیت دینا ہے، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں

پھر اسی آیت میں آگے فرمایا :

پس جو نہ پائے اس کے ذمے دو مہینے کے لگا تاریخ روزے ہیں، اللہ تعالیٰ سے بخششانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانے والا اور حکمت والا ہے } النساء (92)۔

۶۰

اس کے ذمہ بچ کی دیت کی ادائیگی بھی ہے (اور وہاں کی دیت کا دسوائی حصہ ہے، اور مسلمان عورت کی دیت پچاس اونٹ میں جو انداز اساتھ ہزار سعودی ریال بنتے ہیں) لہذا والد کوچاہی کے وہ بچے کے ورثاء کو چھ ہزار ریال یا بھر ان کی قیمت کی دوسری کرنی کی ادائیگی کرے، اور ان پر تقییم کی جائے گی کیونکہ بچہ فوت ہو چکا ہے۔

لیکن یہ پادر بے کہ والد اس دیت میں کسی چیز کا بھی وارث نہیں بن سکتا کیونکہ قاتل مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

(اور اگر مجرم بچے کو گرانے والا اس کا باپ یا اس کے ورثاء میں سے کوئی اور ہوتواں کے ذمہ غرہ ہے، [اور غرہ غلام یا الونڈی کو کجا جاتا ہے جس کی قیمت پانچ اونٹ میں، اور پر بیان ہو چکا ہے کہ وہ اندماز چھ ہزار سعودی ریال بنتے ہیں] وہ اس میں سے کسی بھی چیز کا وارث نہیں ہوگا، اور ایک غلام آزاد کرے گا، امام زہری اور امام شافعی وغیرہ کا یہ قول ہے) اس

دیکھنے والے قدماء المقدسی (81/12)۔

والله تعالى اعلم ، اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم را پری رحمتوں کا نزول فرمائے۔

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ